ادارہ

عہد رسالت میں رمضان کی کیفیتیں

جب حضورؐ کی فیاضی نسیم کی طرح عام ہو جاتی ہے
اور مدینہ طیبہ میں بہار آجاتی ہے

رمضان کا مہینہ مدینہ طیبہ کی زندگی کا اہم ترین مہینہ تھا۔ شعبان کا چاند طلوع ہوتے ہی مدینے کے مسلمان اس بابرکت مہینے کے انتظار میں نگاہ و دل بچھا دیتے۔ ایک ایک دن گنتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا شعبان کے دنوں کو شمار کرتے رہو۔ ۲۹ر شعبان کو نگاہیں مغربی افق پر جم جاتیں، ابر ہوتا تو ۳۰ دن پورے کرتے، اگر کوئی آکر کہتا کہ اس نے چاند دیکھا ہے، تو باضابطہ شہادت لی جاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے: "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔؟" وہ کہتا: "جی ہاں! میں گواہی دیتا ہوں" پھر حضورؐ فرماتے: "کیا تم اقرار کرتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔؟" جواب میں وہ اقرار کرتا۔ حضورؐ حضرت بلالؓ سے فرماتے: "بلال لوگوں کو خبر دے دو کہ کل سے روزہ رکھیں۔"

چاند طلوع ہوتے ہی گویا مدینہ طیبہ اور دوسری اسلامی بستیوں میں بہار آجاتی، ذکر و عبادت کے پھول کھلنے لگتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کو حکم دیتے کہ وہ عبادت پر کمربستہ ہو جائیں۔ حضورؐ کی فیاضی موج نسیم کی طرح عام ہو جاتی۔ گھروں میں قرآن کریم کے زمزمے گونج اٹھتے۔ مسجد نبوی تراویح پڑھنے والوں سے بھر جاتی، ہر شخص فرداً فرداً تراویح پڑھتا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، دیکھا لوگ نوافل پڑھنے میں مصروف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور مصلیٰ پر کھڑے ہو گئے صحابہؓ نے صفیں بنالیں، پہلی رات نماز تراویح باجماعت پڑھی گئی۔ دوسری رات بھی حضورؐ نے تراویح پڑھائی تیسری رات مسجد اس طرح بھر گئی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ صحابہؓ منتظر بیٹھے رہے کہ حضورؐ حجرۂ مبارک سے برآمد ہوتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں، انتظار طویل ہوتا گیا، رات بھیگتی چلی گئی، آخر خاصی رات گئے حضورؐ تشریف لائے فرمایا: "مجھے علم تھا کہ آپ لوگ میرے منتظر ہیں، مگر میں اس لئے نماز پڑھانے نہ آیا

کہ کہیں تمہارے اس ذوق وشوق کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نماز تراویح کو فرض نہ کر دے۔"

سحری کے وقت لوگوں کو جگانے کے لئے حضرت عبداللہ ابن ام کلثومؓ اذان دیتے، ساری بستی جاگ اٹھتی۔ صبح کی سپید دھاری مشرقی افق پر نمودار ہوتی، تو حضرت بلالؓ اذان دیتے۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ نمازِ صبح ادا کرنے کے لئے اللہ کی رضا کے متلاشی جوق در جوق مسجد کی طرف چل کھڑے ہوتے۔

نماز کے بعد اپنے اپنے کام میں لگ جاتے، دوپہر کے وقت آرام کرتے، پچھلا پہر قرآن کریم کی تلاوت میں گذارتے، پھر افطار کی تیاری شروع ہو جاتی، صحابہ کرامؓ سیدھی سادی زندگی کے خوگر تھے، اکثر معاشی اعتبار سے کمزور ہونے کے باوجود بڑے فیاض تھے، ایک دوسرے کے ہاں ہدیئے بھیجتے، افطاری کی دعوتیں دیتے، افطاری کرانے کو گھر میں کچھ نہ ہوتا، تو پانی ہی پیش کر دیتے۔

مدینہ طیبہ کے مسلمان روزہ رکھنے میں کبھی سہل انگاری سے کام نہ لیتے، موسم چاہے کتنا ہی سخت ہوتا، روزے ضرور رکھتے، کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو پانی ہی پی کر روزہ رکھ لیتے، کسی غلطی سے کوئی شخص روزہ توڑ بیٹھتا، تو گویا اس پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا، روتے دھوتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا کہ اللہ کے رسولؐ میں ہلاک ہو گیا۔ مجھ سے یہ حرکت سرزد ہو گئی ہے، چارہ سازی فرمایئے ــــــ

رمضان کے آخری عشرے میں نیکی اور طاعت وعبادت کی فضا اور گہری ہو جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کے فضائل بیان فرماتے اور اسے طاق راتوں میں ڈھونڈنے کی تلقین فرماتے۔ خود حضورؐ رمضان کے آخری دس دنوں میں بالعموم اعتکاف کرتے، اور صحابہ کرامؓ کو بھی معتکف ہونے کی ترغیب دیتے۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمان رمضان میں دس دن دنیوی جھمیلے چھوڑ چھاڑ کر گوشہ نشین ہو جائیں اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت طاعت وعبادت میں گزاریں، اپنے رب سے لو لگائیں، اپنے دلوں کو جلا دیں، اور اوامر ونواہی پر کاربند ہونے کے لئے روحانی قوت فراہم کریں۔

۲۹ رمضان کو نگاہیں پھر آسمان کی طرف اٹھ جاتیں، ہلال عید طلوع ہوتا، تو غم ومسرت کی ایک لہر مدینے بھر میں دوڑ جاتی۔ غم، ماہِ مبارک کے رخصت ہونے کا کہ پھر خدا جانے اس کی برکات سے دامن بھرنے کا موقع نصیب ہو یا نہ ہو، مسرت اس بات کی کہ اس بابرکت مہینے سے جی بھر کر فیضیاب ہوئے، رات تکبیر وتہلیل میں گزرتی، صبح مدینے کے بوڑھے، جوان اور بچے سب نئے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر گھروں سے نکلتے اور عیدگاہ کی طرف روانہ ہو جاتے۔ مدینہ طیبہ کے گلی کوچے اللہ کی حمد وثنا اور تکبیر وتہلیل

کے ترانوں سے جاگ اٹھتے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔ عیدگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوگانہ پڑھاتے اور پھر خطبہ دیتے، وعظ و نصیحت فرماتے، ضروری احکام صادر فرماتے ضروری احکام صادر فرماتے اور کہیں کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو اسکی روانگی کا حکم جاری فرماتے اور کوئی خاص حکم نافذ کرنا ہوتا، تو اُسے نافذ کرتے، مردوں سے خطاب کرنے کے بعد عورتوں کو الگ خطاب فرماتے انہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی ہدایت فرماتے، اور آخرت کا ثواب و عذاب یاد دلاتے، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں عورتوں کو انفاق فی سبیل اللہ دی، عورتوں نے حضور کا ارشاد سنتے ہی اپنے ہاتھوں، کانوں اور گلے سے زیور اتار کر دے دئے۔

مسلمان ذوق و شوق سے ارشادات رسولؐ سنتے اور انہیں حرزِ جان بنا لیتے۔ واپسی پر پھر ہر شخص کی زبان پر اللہ اکبر کی پکار ہوتی اور دل میں یہ تمنا کہ اس کا شمار ان خوش نصیب مزدوروں میں ہو جن کی اُجرت ان کا مالک پوری پوری ادا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا: "جب لیلۃ القدر سایہ فگن ہوتی ہے، تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جلو میں آتے ہیں، اور ہر اس بندے پر سلام رحمت بھیجتے اور اسکی مغفرت کی دعا کرتے ہیں جو عبادت میں مصروف ہوتا ہے۔ عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے ان بندوں کا ذکر فخریہ انداز میں کرتا ہے اور کہتا ہے:

"اے میرے فرشتو! اس مزدور کی اُجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے۔؟" فرشتے عرض کرتے ہیں، "پروردگار، اسکی اُجرت یہ ہے کہ اُسے پورا پورا معاوضہ دیا جائے۔" اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے اپنا فرض ادا کر دیا، پھر وہ گھروں سے دعا کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلے۔ قسم ہے مجھے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی بخشش، اپنے کرم، اپنے بلند مرتبے اور بلند منزلت کی: میں ان کی دعائیں قبول کروں گا۔" پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے میرے بندو، اپنے گھروں کو (خوش خوش) لوٹ جاؤ۔ میں نے تمہیں بخش دیا، اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں تبدیل کر دیں۔"

چنانچہ مسلمان عیدگاہ سے اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ گناہوں سے ان کا دامن بالکل صاف ہوتا ہے۔

مژدہ جانفزا ہو اس شخص کو جو اس مبارک مہینے کو پاتا ہے اور اسکی برکتوں اور اللہ کی خوشنودی اور رضا سے اپنا دامن بھر لیتا ہے۔ بدنصیب ہے وہ شخص جس نے اس مہینے کو پایا اور اسکی برکتوں اور سعادتوں سے محروم رہا۔